السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص نے اپنی بالغہ لڑکی کی نسبت اپنے بھتیجے سے کردی، جو لڑکی سے عمر میں چھوٹا ہے۔ بعد وفات اپنے باپ کے لڑکی نے اپنا نکاح ایک دوسرے شخص سے کرلیا، جو اس کی متوفیہ بہن کا شوہر تھا، اس نکاح میں لڑکی کا ایک چچا جو اس کا ماموں بھی ہے (اس طور پر کہ لڑکی کے باپ کا بھائی ہے باپ کی طرف سے اور ماں کا بھائی ہے ماں کی طرف سے) شریک اور رضا مند تھا۔ مگر لڑکی کے دوسرے دو چچا جن میں سے بڑے کے لڑکے سے وہ منسوب تھی، شریک نہ تھے اور نہ رضا مند تھے اور نہ ان کے علم میں یہ نکاح ہوا۔ جس چچا کے بیٹے سے اس کا انتساب ہوا تھا، وہ سب سے بڑا چچا ہے اور حقیقی چچا ہے۔ بعد علم ہونے اس نکاح کے دونوں مخالف چچا نے بغیر علم واطلاع یا رضا مندی کے لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے کردیا، جس سے اس کی پیشتر میں نسبت ہوئی تھی۔ لڑکی اس جدید نکاح کی مخالفت اور انکار ایک ماہ تک کرتی رہی۔ اس عرصہ میں اس کو حراست میں رکھا گیا اور اس کی رضا مندی کے شوہر کو آمدورفت کا موقع نہیں دیا گیا۔ بعد ایک ماہ کسی وجہ سے خواہ بوجہ اس کے اس کو سخت حراست میں رکھا گیا تھا، خواہ منت وسماجت کی گئی، لڑکی نے دوسرے شوہر سے رضا مندی کا اظہار کردیا اور کہا جاتا ہے کہ خلوت بھی ہوگئی۔ اس صورت میں ہر دو نکاحوں میں سے کونسا نکاح بموجب شرع شریف وحسب فقہ حنفی جائز سمجھا جائے گا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس صورت میں لڑکی ہر دو نکاح کے وقت مکلفہ (عاقلہ بالغہ) تھی تو ان ہر دو نکاحوں میں سے پہلا نکاح حسب فقہ حنفی جائز سمجھا جائے گا اور دوسرا ناجائز۔ پہلا نکاح جائز اس وجہ سے سمجھا جائے گا کہ حرہ مکلفہ کا نکاح، گو بلا ولی ہی کیوں نہ ہو، حسب فقہ حنفی نافذ سمجھا جاتا ہے:

"نفذ نکاح حرة مکلفة بلا ولی عند ابی حنیفة فی ظاہر الروایة"

(فتاویٰ عالمگیریہ طبع مصطفائی: 2/13)

"ظاہر الروایۃ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرہ مکلفہ کا نکاح بغیر ولی نافذ ہوگا"

دوسرا نکاح ناجائز اس وجہ سے سمجھا جائے گا کہ جب پہلا نکاح جائز سمجھا گیا تو وہ لڑکی شوہر دار ہوگئی اور شوہر دار عورت سے کسی کا نکاح جائز نہیں ہے۔

لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ" (فتاوی عالمگیریہ: 2/9)

کسی آدمی کے لیے کسی دوسرے کی بیوی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ اور بھی جب لڑکی نے دوسرے نکاح سے اپنی ناراضی کا اظہار کردیا تو دوسرا نکاح فسخ ہوگیا اور جب فسخ ہوگیا، اس کے بعد رضا مندی کا اظہار خواہ کسی وجہ سے ہو کچھ مفید نہیں ہوسکتا:

"ولو زوجہا ولیہا فقالت: لا ارضی ثم رضیت فی المجلس لم یجز کذا فی محیط السرخسی (فتاویٰ عالمگیریہ: 2/14)

اگر عورت کے ولی نے اس کا نکاح کردیا تو اس نے کہا: میں راضی نہیں ہوں، پھر اسی مجلس میں وہ راضی بھی ہوجائے تو یہ نکاح جائز نہ ہوگا۔ سرخسی کی محیط میں بھی ایسے ہی ہے۔

حسب حدیث شریف بھی یہی جواب ہے بشرط یہ کہ ہر دو چچا یعنی وہ چچا جس نے کہ لڑکی کا پہلا نکاح کردیا اور وہ چچا جس نے کہ لڑکی کا دوسرا نکاح کردیا، برابر کے ولی ہوں۔

" عن سمرة بن جندب - رضی اللہ عنہ - أن رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - قال أیما امرأة زوَّجہا ولیان فہی للأول منہما، ومن باع بیعًا من رجلین فہو للأول منہما" الحدیث ترمذی [1]

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو ولی کسی عورت کا نکاح کردیں، تو یہ ان میں سے پہلے والے کے لیے ہوگی"

کتبہ: محمد عبداللہ (11/جمادی الاولیٰ 1331ھ)

---

[1]۔ سنن ابی داود رقم الحدیث (2088) سنن الترمذی رقم الحدیث (1110) سنن النسائی رقم الحدیث (4682)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب